دینی مدارس اور جدید ایجوکیشن سنٹر

از

فقیہ العصر حضرت مولانا

مفتی عبد الشکور صاحب ترمذی

نور اللہ مرقدہ

فقیہ العصر حضرت مفتی سید عبد الشکور ترمذی قدس سرہ

دینی مدارس اور جدید ایجوکیشن سنٹرز

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد:

ماہنامہ الخیر ملتان بابت ماہ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ موصول ہوا، اس میں روزنامہ خبریں ۱۸/اور ۲۰/دسمبر ۱۹۹۹ء کے حوالے سے بالترتیب درج ذیل دو خبریں نظر سے گزریں۔

فوجی حکومت نے ملک بھر میں واقع ۴/ ہزار دینی مدارس میں تعلیم وتدریس اور نصاب میں ردوبدل کرکے ان مدرسوں کو جدید ایجوکیشن سنٹرز میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے واضح رہے کہ ان دینی مدارس میں اس وقت سات لاکھ طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں دینی مدارس میں تعلیم وتدریس میں تبدیلی کا مقصد بے روزگاری کا خاتمہ اور ملک بھر میں ابھرتے ہوئے مذہبی عناصر کو کنٹرول کرنا ہے............معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے دینی مدارس کے کلچر میں تبدیلی کا فیصلہ حال ہی میں ہونے والے ایک سروے کے بعد کیا ہے۔

وفاقی حکومت نے دینی مدارس کے تعلیمی نظام اور نصاب میں تبدیلی کے لیے ایک آرڈیننس تیار کرکے صدر مملکت کو منظوری کے لیے بھجوا دیا ہے۔ جدید تعلیمی نظام کے تحت ان مدارس میں انگلش اکنامکس اور کمپیوٹر سائنس کے

مضامین کی تعلیم دی جائے گی اس کے علاوہ وزارت تعلیم نے اس نئے پلان کے تحت ملک میں ''ماڈل دارالعلوم'' بھی قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جہاں پر انگلش اکنامکس پاکستان سٹڈیز اور ریاضی کے مضامین پڑھائے جائیں گے۔

مدیر الخیر نے اس پر جو تبصرہ کیا ہے اسے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ فاضل مدیر نے تبصرہ کا حق ادا کر دیا ہے، جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

احقر کو اس تبصرہ سے مکمل اتفاق ہے۔ تائید مزید کے طور پر چند باتیں پیش خدمت ہیں جن کو پیش نظر رکھنا امید ہے کہ مفید ہوگا۔

حفاظت اسلام اور دینی مدارس

یہ ایک واضح اور روشن حقیقت ہے کہ جس کو مخالف سے مخالف بھی جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ برصغیر پاک و ہند میں دینی مدارس کے ذریعہ ہی اسلامی تہذیب، اسلامی عقائد و معاشرت اور اسلامی علوم قرآن و حدیث و فقہ کا تحفظ ہوا برطانیہ کی حکومت نے اسلامی عقائد اور اسلامی معاشرت کو مٹانے کے لیے طرح طرح کے حربے استعمال کیے مگر ان دینی مدارس نے اس کے ہر حربہ کا مقابلہ کیا اور تقریباً ڈیڑھ صدی تک اسلامی اقدار اور اسلامی علوم و معاشرت کی حفاظت کی۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہ دینی مدارس اسلام کی حفاظت کے لیے قلعے ثابت ہوئے۔

نظریہ پاکستان اور دینی مدارس

دوسرے یہ بھی غور کرنے کی بات ہے کہ جس اسلامی نظریہ اور اسلامی

معاشرت پر بعد میں پاکستان کا مطالبہ کیا گیا اور وہ قائم ہوا اور جس کا نام ”دوقومی نظریہ“ ہوا اس کو ان ہی دینی مدارس نے قائم رکھا اور برطانیہ کے ہر حربہ اور اس کی ہر تدبیر کا جواب دیا یہی اسلامی نظریہ قیام پاکستان کی بنیاد بنا۔ خدانخواستہ اگر یہ دینی مدارس والے دنیاوی لالچ میں آجاتے اور دنیاوی عہدوں اور مناصب کی خاطر برطانیہ کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنس کر دینی تعلیم وتہذیب کو چھوڑ بیٹھتے تو برصغیر کا بھی وہی حال ہوتا جو آج ترکیہ، لیبیا، سوریا، ناجیریا کا ہے۔ دینی مدارس بند ہونے کی وجہ سے نہ علماء بنتے ہیں نہ حافظ قرآن۔

اگر یہ دینی مدارس نہ ہوتے؟

اس لیے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اگر یہ دینی مدارس اور مساجد کا نظام نہ ہوتا تو عالم اسباب میں اسپین کی طرح برصغیر پاک وہند میں بھی (نعوذباللہ) اسلام اور اسلامی اقدار ایک قصۂ پارینہ بن چکا ہوتا اور جس ”دوقومی نظریہ“ پر تحریک پاکستان چلی اور پروان چڑھی اس کا نام ونشان بھی نہ ملتا۔ خداداد سلطنت پاکستان کی بنیاد انہی دینی مدارس کے نظام تعلیم نے ہی مہیا کی ہے اور اب بھی اسی دوقومی نظریہ پر دولت پاکستان قائم ہے۔ اس نظام کو بدلنا دوقومی نظریہ اور پاکستان کی بنیاد کے مٹانے کی کوشش کرنے کے مترادف ہے۔

مدارس دینیہ کے بارے میں علامہ اقبال مرحوم کی رائے

یورپ کو دیکھنے کے بعد میری رائے بدل گئی ہے ان

مکتبوں کو اسی حالت میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچوں
کو انہی مکتبوں میں پڑھنے دو، اگر یہ ملا اور درویش نہ رہے تو
جانتے ہو کیا ہو گا؟ جو کچھ ہو گا اسے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ
کر آیا ہوں، اگر ہندوستان کے مسلمان ان مکتبوں سے محروم
ہو گئے تو بالکل اسی طرح جس طرح ہسپانیہ میں مسلمانوں کی
آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے
کھنڈر اور الحمراء اور باب الاخوین کے نشانات کے سوا اسلام
کے پیروؤں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا۔
ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دلی کے لال قلعے
کے سوا مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت اور ان کی تہذیب
کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔(آئینہ آئین وقواعد ص ۳۰)

یہ کسی مکتبی ملا کی رائے نہیں بلکہ اسی اقبال کی فکر ہے جو مفکر پاکستان کہلاتے ہیں اور ان کی اتباع کو بانیان پاکستان بہت ضروری خیال کرتے ہیں موجودہ حکومت کو بھی سنجیدگی سے اس رائے اقبال پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

جس وقت موصوف نے اس رائے گرامی کا اظہار کیا تھا اس وقت علی گڑھ وغیرہ میں دوسرا نظام تعلیم بھی دینی مدارس کے نظام کے ساتھ چل رہا تھا، مگر پھر بھی اقبال کی رائے یہی تھی کہ ''ان مکتبوں کو اسی حال میں رہنے دو''۔

اقبال کو جو اسلامی فکر حاصل ہوا وہ بھی اسی سیالکوٹ کے اس قدیمی طرز کے دینی ملائی مکتب کا عطیہ اور احسان تھا۔

دو نظام تعلیم کی ضرورت

آج دو نظام تعلیم کو شجرہ ممنوعہ سمجھا جا رہا ہے حالانکہ ان دونوں نظاموں کے مقاصد اور ان کی افادیت علیحدہ علیحدہ مسلم ہے۔ ایک نظام سے علوم دینیہ کے ماہر تیار ہوتے ہیں، دوسرے سے دنیوی علوم کے ماہر بن رہے ہیں اگرچہ ان پر بھی لازم ہے کہ وہ بنیادی دینی تعلیم حاصل کر کے پھر دوسرے علوم پڑھیں کیونکہ ضروری دینی تعلیم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

ہر سال ان دینی مدارس سے ہزاروں حافظ قرآن مکمل علماء دین جو علم قرآن اور حدیث اور علم فقہ کے متخصص ماہرین تیار ہوتے ہیں جو دو نظاموں کو جمع کرنے سے ہرگز تیار نہیں ہو سکتے، یہ حفاظ اور علماء موجودہ لاکھوں مساجد میں خطابت کے ذریعہ لاکھوں مسلمانوں کی علمی اخلاقی تعلیم و تربیت میں مشغول ہیں اور ساتھ ہی دینی مدارس کے لیے علماء و حفاظ تیار کرنے میں بھی مشغول ہیں۔

ہماری افواج پاکستان میں بھی ہزاروں کی تعداد میں دینی مدارس کے فضلاء بطور خطیب و امام مقرر ہیں۔ اگر یہ نظام جاری نہ رہے تو آئندہ ایسے حفاظ اور مکمل علماء دین جو درس و تدریس کے ذریعہ مکمل علماء بھی تیار کر سکیں تیار ہونا بند ہو جائیں گے۔ اور حکومت کے مجوزہ نصاب سے تو دنیا کے علماء ہی تیار ہوں گے،

علماء دین ہرگز تیار نہیں ہوسکتے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کا ارشاد گرامی

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا علماء سے ارشاد ہے: آج کل مشغلہ علم دین سب سے اچھا ہے دین کی تعلیم سے بہتر آج کل کوئی خدمت نہیں جس کو خدا تعالیٰ علم دے تو اس کے لیے اس سے بہتر کوئی اور مشغلہ نہیں اور فضیلت بھی اس کی اس قدر ہے کہ شاید ہی کسی دوسرے عمل کی ہو جب تک تعلیم کا سلسلہ چلتا چلا جائے گا قیامت تک نامہ اعمال میں ثواب بڑھتا جائے گا۔ (حسن العزیز)

دینی تعلیم کا مقصد

دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنا دینی مقاصد کی تحصیل کے لیے ہوتا ہے قرآن وحدیث، اسلامی فقہ وغیرہ اسلامی علوم میں کمال ومہارت حاصل کرنا ان کا مطمح نظر ہوتا ہے۔

اس تعلیم کا مقصد دنیا کمانا نہیں ہوتا بلکہ آخرت کے ثواب کا حصول مقصد ہے جیسا کہ حضرت حکیم الامت کے اوپر کے ارشاد گرامی سے بھی واضح ہورہا ہے۔ اسی لیے یہ حضرات اسلامی علوم کی تحصیل کے بعد تمام عمر اسی اسلامی علم کی تعلیم میں گزار دیتے ہیں علوم شرعیہ کی حفاظت اور ثواب آخرت ہی ان کا مقصد ہوتا ہے دنیا کمانا ان کا مقصد نہیں ہوتا۔

ایک مشہور طعنہ کا جواب

بعض حقیقت ناشناس جو یہ طعنہ دیتے ہیں کہ یہ دینی مدارس اور مساجد ہی کے کام کے ہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی وکیل اور ملکی قانون کے ماہر کو یہ کہا جائے کہ بس یہ قانون ہی کا ماہر اور جاننے والا ہے طبی علاج معالجہ ڈاکٹری کو نہیں جانتا نہ یہ انجینئری کو جانتا ہے یہ کم فہمی کی باتیں ہیں سمجھدار آدمی سمجھتا ہے کہ ڈاکٹری اور انجینئری اور وکالت الگ الگ شعبے ہیں۔ جس شخص نے جس فن میں تکمیل کی ہے وہ اسی فن کے کام کا ہوگا۔ دوسرا شعبہ اس کا نہیں ہوتا لیکن یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے کیونکہ ہر شخص تمام شعبوں کا ماہر نہیں ہوا کرتا، اسی لیے حکومت نے خود بھی ان شعبوں کے لیے الگ الگ کالج اور درس گاہیں بنائی ہوئی ہیں۔

بے روزگاری اور دینی مدارس

باقی رہا بے روزگاری کے خاتمہ کو مقصد قرار دینا تو اس ہمدردی کے لیے ہم ممنون ہیں لیکن دینی مدارس نے کبھی اس کی درخواست حکومت سے نہیں کی نہ اس کے وہ خواہش مند ہیں، عشر و زکوٰۃ کا نظام جو حکومت کے ذریعہ ملک میں رائج ہے اس میں حکومت کے کسی محکمہ سے مالی تعاون نہیں ہوتا مسلمانوں کی بنکوں میں رکھی ہوئی رقومات جن کو بینک والے استعمال کرتے رہتے ہیں ان کا سود ہی ہوتا ہے اس کو لینا اہل مدارس پسند نہیں کرتے اس سلسلہ میں رضا و رغبت کے ساتھ

عوام مسلمانوں کا تعاون ہی کافی ہوتا ہے اور اکثر اہل مدارس لائق استاذوں کی تلاش میں رہتے ہیں دینی مدارس میں بے روزگاری کا مسئلہ بہت ہی خال خال ہے اور ماڈل دارالعلوموں کے فاضلین کے لیے بھی اس کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی کہ ان کو ملازمت ضرور مل جائے گی۔

موجودہ سرکاری مدارس کے فارغین بکثرت ملازمت کے لیے پریشان ہیں ایک اسامی خالی ہوتی ہے تو سینکڑوں درخواستیں موصول ہوجاتی ہیں۔بس اس سلسلہ میں تو یہی عرض ہے کہ بے روزگاری کا فکر نہ کریں اس سے مصائب اور پریشانیاں بڑھیں گی کم نہ ہوں گی۔

ع بخیر تو امید نیست بدمرساں

نصاب میں تبدیلی کا مقصد

حکومت کے سروے کے مطابق چار ہزار دینی مدارس میں سات لاکھ طلبہ وطالبات کا بوجھ برداشت کرنا آسان نہیں ہے پھران کے فضلاء کی ملازمتوں کا لینا بہت مشکل معاملہ ہے حکومت جس طرح مالی مشکلات میں گھری ہوئی ہے اس کو سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیے۔ملک میں ابھرتے ہوئے مذہبی عناصر کو کنٹرول کرنے کے لیے نصاب کے بدلنے کا کچھ تعلق نہیں ہے یہ انتظامی معاملہ ہے،البتہ امریکہ کے بنیاد پرستی کے فارمولے کو بروئے کار لانے کا عزم شاید اس تبدیلی سے ہوسکے،لیکن پاکستان کے عوام اسلام اور اسلامی تعلیمات

کے بارہ میں دینی مدارس کے علماء وفضلاء پر ہی اعتماد کرتے ہیں اور ان کو ہی قرآن وسنت اور اسلامی فقہ کا ماہر اور مستند فاضل ومتخصص سمجھتے ہیں کیونکہ یہی مدارس مسلمانوں کی اسلامی ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور ان کے لیے شب وروز محنت کر کے دینی علوم حاصل کرتے ہیں۔ یہ تمام سسٹم برطانیہ کے زمانہ سے علماء کرام اور دیندار طبقہ نے اسلام کے تحفظ کے لیے قائم کیا ہوا ہے اور اس کے ثمرات حسنہ سب کے سامنے ہیں اور ان کی دینی خدمات تمام دینی شعبوں میں انجام پا رہی ہیں۔

دینی مدارس کا ایک بڑا کارنامہ

درحقیقت یہ دینی مدارس اپنی مدد آپ کے اصول پر اسلامی علوم کے تحفظ کی خدمت انجام دے رہے ہیں، اسلام اور علوم اسلامیہ کے تحفظ کا یہ بہت بڑا ذریعہ ثابت ہوئے ورنہ انگریزوں نے اسلامی علوم کو مٹانے کی جو سکیمیں رائج کی تھیں ان کا نتیجہ وہی نکلتا جس کا مختصر تذکرہ علامہ اقبال مرحوم کے اوپر کے بیانات سے ہوا ہے، یہی مدارس تھے جن کے ذریعہ اسلامی اقدار اور اسلامی تہذیب برصغیر میں قائم رہی، ان مدارس کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے ان کا احسان ماننا چاہیے کہ انہوں نے تمام لادینی نظام ہائے تعلیم کے مقابلے میں خالص اسلامی علوم کی حفاظت کی اور اس کے لیے اپنوں اور غیروں کے طعنے برداشت کیے مگر اسلامی اقدار کو مٹنے نہیں دیا، اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان کی خدمات کو مقبول اور

مساعی کو مؤثر بنایا اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کا ارشاد

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے صحیح فرمایا اس سے بھی دینی مدارس کی اہمیت وافادیت واضح ہوتی ہے اور دینی مدارس کے بارہ میں علامہ اقبال کے نظریہ کی بھی تائید ہوتی ہے فرماتے ہیں:

اس میں ذرہ بھی شبہ نہیں کہ اس وقت مدارس علوم دینیہ کا وجود مسلمانوں کے لیے ایک ایسی نعمت ہے کہ اس سے فوق متصور نہیں، دنیا میں اگر اس وقت اسلام کے بقاء کی کوئی صورت ہے تو یہ مدارس ہیں، ان کو بے کار بتلانے والے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک اسلامی ضروریات سے اور مدارس کے اثرات سے بے خبر ہیں۔

مختصر بیان اس کا یہ ہے کہ اسلام نام ہے خاص عقائد اور اعمال کا جس میں دیانات، معاملات، معاشرت واخلاقیات سب داخل ہیں اور ظاہر ہے کہ عمل موقوف ہے علم دین پر اور دینی علوم کی بقاء ہر چند کہ فی نفسہ موقوف نہیں ہے ان مدارس پر مگر باعتبا عوارض وقتیہ عادتاً ضرور موقوف ہے مدارس پر۔ جس شخص کو یہ تجربہ ہوگا وہ اس حکم میں ذرا توقف نہیں کرے گا اور جس کو توقف ہو وہ تجربہ کر سکتا ہے اس لیے اس میں تطویل کلام کی حاجت نہیں سمجھی گئی، غرض بالیقین یہ مدارس خدا تعالیٰ کی بہت رحمت اور بڑی نعمت ہیں۔ (وعظ حقوق العلم، الخیر ص ۹)

اسلام میں عقائد کی اہمیت

حضرت حکیم الامت تھانوی نے اسلام کا مختصر مگر جامع تعارف کرا دیا ہے بعض لوگوں نے عقائد کو جو اصل الاصول ہیں اسلام سے خارج کر کے اپنا ذاتی معاملہ سمجھ لیا ہے ان کا نہ صرف یہ کہ ذکر نہیں کیا جاتا بلکہ ان کے ذکر کو تفرقہ اور فرقہ وارانہ تفریق سمجھا جاتا ہے حالانکہ اسلام نام ہی صحیح عقائد کا ہے اعمال ان ہی عقائد کی فرع ہیں، عقائد اور فروع کا ذکر فرما کر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے اسلام کی جامعیت کی طرف اشارہ کر دیا اور تمام اصول وفروع کا جامع قرار دے دیا۔

اسی کی تعلیم دینی مدارس میں دی جاتی ہے اور یہی ان مدارس کا اصل موضوع ہے اور یہی خدمت یہ مدارس انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی وناصر ہو وھو حسبنا ونعم الوکیل۔ فقط غرہ شوال المکرّم ۱۴۲۰ھ یوم العید